Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
October 31, 2026

The Terminology of I’tilāf in Arabic Rhetoric: Its Concept and Rhetorical Applications

علم بلاغت میں مصطلحات ائتلاف مفہوم اور بلاغی تطبیقات

Dr. Muhammad Faezul Ebraar
Assistant Professor, Department of Arabic, University of Karachi
Email: drshahfaez@uok.edu.pk

Dr Fazal Ur Rehman
Visiting Faculty (Assistant Professor), NED University, Karachi
Email: typefazal@yahoo.com

Abstract
The rhetorical forms of I’tilāf in the science of ʿIlm al-Badīʿ refer to the harmony and correspondence among words, meanings, and poetic metre. Classical Arabic rhetoricians have discussed various aspects of this subject, including harmony among words, between words and meanings, between words and metre, and between meaning and metre. Similarly, I’tilāf al-Fāṣilah and I’tilāf maʿa al-Ikhtilāf highlight the coherence and semantic relationships among the components of discourse. Qudāmah ibn Jaʿfar regarded any reduction, addition, or alteration of meaning caused by adherence to poetic metre as a rhetorical defect. In contrast, Ḥāzim al-Qarṭājannī explored the relationship between poetic metre and subject matter, explaining that different Arabic poetic metres, owing to their distinct phonetic qualities, may be more suitable for particular poetic purposes. Other rhetoricians also addressed these concepts in their works, although differences exist in their terminology and classifications. These discussions demonstrate that poetic beauty lies not merely in elegant wording or metrical correctness, but also in the harmony among words, meanings, metre, and communicative purpose. The study of these forms contributes to a deeper understanding of classical Arabic rhetoric and the principles of literary criticism.

Keywords: I’tilāf (Harmony), ʿIlm al-Badīʿ, Word and Meaning, Poetic Metre, Arabic Rhetoric

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

الائتلاف کا مفہوم اور علمِ بدیع میں اس کی اصطلاحی حیثیت

الائتلاف کا لغوی مفہوم

لفظ الائتلاف کے معنی ہیں: باہمی میل، اتفاق، ہم آہنگی اور مختلف چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مل جانا۔ عربی میں کہا جاتا ہے: ائتلف الشيء، یعنی کسی چیز کے اجزاء آپس میں مل گئے اور ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو گئے۔

الائتلاف بابِ افتعال سے ہے جیسے موتیوں کو دھاگے میں پرو کر ایک ساتھ جمع کیا جائے۔(1) لسان العرب میں بھی اس لفظ کا استعمال باہمی اتفاق اور ہم آہنگی کے معنی میں ہوا ہے۔ وقد ائتلف القوم ائتلافا و ألف الله بينهم تأليفا، یعنی لوگ باہم متحد اور متفق ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان الفت پیدا کر دی۔(2)

علمِ بدیع میں الائتلاف کا تصور

علمِ بدیع میں الائتلاف سے مراد مختلف ادبی عناصر کے درمیان ایسی مناسبت اور ہم آہنگی پیدا کرنا ہے جس سے کلام میں خوب صورتی، ترتیب اور معنوی ربط پیدا ہو۔

اس اصطلاح کو سمجھنے کے لیے قدامہ بن جعفر کی کتاب نقد الشعر اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے شعر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: إنہ قول موزون مقفّی یدلّ علی معنی یعنی شعر ایسا کلام ہے جو وزن اور قافیے کا پابند ہو اور کسی معنی پر دلالت کرتا ہو۔(3)

اس تعریف کے مطابق شعر کے چار بنیادی اجزاء ہیں:

1. لفظ: وہ الفاظ جن سے شعر تشکیل پاتا ہے۔
2. معنی: وہ مفہوم اور خیال جسے شاعر بیان کرنا چاہتا ہے۔
3. وزن: شعر کی عروضی اور آہنگی ترتیب۔
4. قافیہ: اشعار کے آخری حصوں میں مخصوص صوتی مناسبت۔

قدامہ بن جعفر نے ان اجزاء کے باہمی تعلق کو بنیادی اہمیت دی اور ان میں سے بعض کے درمیان پائی جانے والی مناسبت کو الائتلاف کے عنوان سے بیان کیا۔ بعد کے علماء نے اس تصور کو مزید وسعت دی اور ان اجزاء کے درمیان مناسبت کی مختلف صورتوں کی نشان دہی کی۔

الائتلاف کی مختلف صورتیں

شعری کلام کے چار بنیادی اجزاء کو سامنے رکھا جائے تو ان کے درمیان باہمی مناسبت کی چھ صورتیں ممکن ہیں:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
October 31, 2026

- لفظ اور معنی کا باہمی الائتلاف۔
- لفظ اور وزن کا باہمی الائتلاف۔
- لفظ اور قافیے کا باہمی الائتلاف۔
- معنی اور وزن کا باہمی الائتلاف۔
- معنی اور قافیے کا باہمی الائتلاف۔
- وزن اور قافیے کا باہمی الائتلاف۔

قدامہ بن جعفر نے ان میں سے چار صورتوں کا ذکر کیا، یعنی لفظ اور معنی، لفظ اور وزن، معنی اور وزن، نیز معنی اور قافیے کا الائتلاف۔ بعد کے بعض علماء، مثلاً بدر الدین بن مالک، علوی اور سبکی نے لفظ کے ساتھ لفظ کی مناسبت اور معنی کے ساتھ معنی کی مناسبت کو بھی مستقل صورتوں کے طور پر بیان کیا۔(4)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ الائتلاف کا تصور صرف الفاظ کے باہم ملنے تک محدود نہیں، بلکہ اس میں لفظ، معنی، وزن اور قافیے کے درمیان پائی جانے والی مناسبت بھی شامل ہے۔

الائتلاف اور مراعاۃ النظیر کا تعلق

علمِ بدیع میں الائتلاف کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے مراعاۃ النظیر کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ ابن حجۃ الحموی نے مراعاۃ النظیر کے لیے الائتلاف، تناسب، توفیق اور مؤاخات جیسی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔

انہوں نے مراعاۃ النظیر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: أن یجمع الناظم أو الناثر أمرا وما یناسبہ مع إلغاء ذکر التضاد لتخرج المطابقة(5)

یعنی شاعر یا نثر نگار اپنے کلام میں کسی چیز کے ساتھ ایسی دوسری چیز کو جمع کرے جو اس کے مناسب اور ہم جنس ہو، اور اس میں باہمی تضاد کا پہلو مقصود نہ ہو؛ تاکہ صنعتِ مطابقہ اس تعریف سے خارج رہے۔

یعنی کلام میں ایسے الفاظ یا معانی کو یکجا کیا جائے جن کے درمیان کوئی مناسبت، تعلق یا ہم آہنگی پائی جاتی ہو۔ اس مناسبت کا تعلق لفظوں سے بھی ہو سکتا ہے اور معنوی مفاہیم سے بھی۔ مثلاً کسی کلام میں قلم، کتاب، کاغذ اور تحریر کا ایک ساتھ ذکر کیا جائے تو ان چیزوں کے درمیان ایک واضح مناسبت پائی جاتی ہے، کیونکہ یہ سب علم اور کتابت کے دائرے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ مثال مراعاۃ النظیر کے تصور کو سمجھنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
October 31, 2026

صاحب کتاب أنوار الربیع نے لکھا ہے کہ بعض علماء مراعاۃ النظیر کو توفیق، بعض تناسب، بعض الائتلاف اور بعض مؤاخات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ان سب اصطلاحات کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ کلام میں ایک چیز کے ساتھ اس سے مناسبت رکھنے والی دوسری چیز کو جمع کیا جائے، بشرطیکہ اس تعلق کی بنیاد تضاد نہ ہو۔(6)

یعنی مراعاۃ النظیر کی یہ تعریف اتنی وسیع ہے کہ اس میں تین صورتیں بھی شامل ہو جاتی ہیں:

- لفظ کا معنی کے ساتھ مناسبت رکھنا۔
- ایک لفظ کا دوسرے لفظ کے ساتھ مناسبت رکھنا۔
- ایک معنی کا دوسرے معنی کے ساتھ مناسبت رکھنا۔

ان کے خیال میں بعض علماء نے ان تینوں صورتوں کو مراعاۃ النظیر کی تعریف میں شامل ہونے کے باوجود علمِ بدیع کی الگ الگ صنعتیں قرار دیا ہے۔ان کے نزدیک اس تقسیم کی وجہ سے اصطلاحات کے درمیان تداخل پیدا ہوتا ہے، خصوصاً اس وقت جب الائتلاف کی مثالیں بھی وہی ہوں جو مراعاۃ النظیر کی مثالوں کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔لہذا انہوں نے اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے صاحبِ التبیان کی تقسیم کو زیادہ مناسب قرار دیا ہے۔اس تقسیم کے مطابق مراعاۃ النظیر ایک عمومی عنوان ہے، جس کے تحت تین اقسام آتی ہیں:

1. ائتلاف اللفظ والمعنی: لفظ اور معنی کے درمیان مناسبت۔
2. ائتلاف اللفظ مع اللفظ: ایک لفظ اور دوسرے لفظ کے درمیان مناسبت۔
3. ائتلاف المعنی مع المعنی: ایک معنی اور دوسرے معنی کے درمیان مناسبت۔

جس طرح علمِ بدیع کی بعض دوسری صنعتوں کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے، اسی طرح مراعاۃ النظیر کو بھی ان تین صورتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ائتلاف الفاصلہ: قرآنِ کریم میں آیات کے اختتامی الفاظ کی معنوی مناسبت

فاصلہ کا مفہوم

قرآنِ کریم کی آیات کے اختتامی الفاظ یا وہ مقامات جہاں آیت کا کلام ختم ہوتا ہے، انہیں فواصلِ قرآنیہ کہا جاتا ہے۔علمِ بدیع میں ان فواصل کی اہمیت یہ ہے کہ آیت کا اختتام محض الفاظ کی صوتی ہم آہنگی پر نہیں ہوتا، بلکہ اس کے الفاظ، معانی اور سیاق وسباق کے درمیان گہرا تعلق بھی پایا جاتا ہے۔

مصری نے اپنی کتاب بدیع القرآن میں اس موضوع پر مستقل بحث کی ہے۔ان کے بیان کے مطابق اس بحث کا تعلق قدامہ بن جعفر کے پیش کردہ ادبی مباحث سے ہے، جبکہ بعد کے بعض علماء نے اسے تمکین کا نام دیا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
October 31, 2026

مصری نے تمکین کی تعریف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ شاعر اپنے شعر کے آخری لفظ اور نثر نگار اپنی عبارت کے اختتامی فقرے کے لیے پہلے سے ایسا معنوی ماحول تیار کرتا ہے کہ اختتامی لفظ اپنے مقام پر پوری طرح موزوں اور مستحکم محسوس ہو۔ وہ لفظ نہ اجنبی معلوم ہو اور نہ عبارت کے مفہوم سے الگ دکھائی دے، بلکہ پورے کلام کے معنی کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہو۔(7)

تاہم، قرآنِ کریم کے حوالے سے فواصل کو شعری قافیے یا نثری سجع کا نام دینے کے بجائے فواصلِ قرآنیہ کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی اپنی الگ خصوصیات ہیں۔ یہاں بنیادی توجہ اس بات پر ہے کہ آیت کا اختتامی لفظ اس کے مضمون اور سیاق کے ساتھ کس طرح مناسبت رکھتا ہے۔

ائتلافِ فاصلہ کا مفہوم

ائتلافِ فاصلہ سے مراد یہ ہے کہ آیت کا اختتامی لفظ یا فقرہ اس کے مضمون، سیاق اور پہلے بیان کیے گئے مفاہیم کے ساتھ ایسی مناسبت رکھتا ہو کہ وہ اپنے مقام پر نہایت موزوں اور بامعنی محسوس ہو۔ اس میں محض یہ بات اہم نہیں کہ آیت کے آخر میں آنے والے الفاظ صوتی اعتبار سے خوب صورت ہوں، بلکہ اصل اہمیت اس امر کی ہے کہ ان الفاظ کا انتخاب آیت کے مفہوم کو مکمل کرتا ہو اور اس کے پیغام کو زیادہ واضح کرتا ہو۔ اس اصول کو سمجھنے کے لیے قرآنِ کریم کی ایک مثال پیش ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ۔ (8)

انہوں نے کہا: اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، یا اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنا چھوڑ دیں؟ یقیناً تم بڑے بردبار اور بہت سمجھ دار ہو۔

اس آیت میں شعیب علیہ السلام کی قوم دو امور کا ذکر کرتی ہے: پہلا، اپنے آبائی معبودوں کی عبادت چھوڑنے کا مسئلہ؛ دوسرا، اپنے مال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے کا مسئلہ۔ ان دونوں امور کے بعد آیت کے اختتام پر الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ کے الفاظ آئے ہیں۔ عبادت کے ذکر کے بعد حلم اور مالی تصرف کے ذکر کے بعد رشد کا ذکر اپنے اپنے مقام پر موزوں ہے۔ حلم سے مراد بردباری اور عقل مندی ہے، جو انسان کو عبادات کی ذمہ داری سمجھنے اور ان کے تقاضے پورے کرنے میں مدد دیتی ہے، جبکہ رشد سے مراد درست طرزِ عمل اور معاملات میں حسنِ تصرف ہے۔ اس طرح آیت کے مضمون اور اس کے اختتامی الفاظ کے درمیان معنوی مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ یہاں ائتلافِ فاصلہ کی خوبی یہ ہے کہ اختتامی الفاظ آیت کے پہلے حصے سے الگ نہیں، بلکہ اس کے دونوں بنیادی مضامین کے ساتھ مربوط ہیں۔ یعنی آیات کے اختتامی الفاظ کا تعلق صرف صوتی حسن یا لفظی مناسبت سے نہیں، بلکہ آیت کے مفہوم، اس کے سیاق اور اس میں بیان کردہ مضامین سے بھی ہوتا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

تمکین: اختتامی لفظ کی معنوی مناسبت اور کلام میں اس کا موزوں مقام

تمکین کا مفہوم

علم بدیع کے متعدد علماء، مثلاً ابن مالک، ابن اثیر حلبی، ابن حجۃ الحموی، سیوطی اور مدنی نے اس ادبی صنعت کو تمکین کا نام دیا ہے۔(9)

تمکین سے مراد یہ ہے کہ کلام کا آخری لفظ یا شعر کا آخری حصہ اس مقام پر اس طرح واقع ہو کہ وہ اپنے معنی، مضمون اور سیاق کے لحاظ سے بالکل موزوں ہو۔ ایسا محسوس ہو کہ اس لفظ کے بجائے کوئی دوسرا لفظ لانے سے کلام کا حسن یا معنوی مناسبت متاثر ہو جائے گی۔

یہ صنعت صرف قرآنِ کریم کے فواصل تک محدود نہیں، بلکہ عربی شاعری میں بھی اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ بڑے شعراء کے کلام میں ایسی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں، جہاں شعر کا اختتامی لفظ اس کے پورے مضمون کو مضبوط اور مکمل کرتا ہے۔

مشہور شاعر ابو تمام کا شعر ہے:

وَمَنْ يَأْذَنِ إِلَى الْوَاشِينَ　　تَسْلَقْ مَسَامِعَهُ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادِ

مفہوم: جو شخص چغل خوروں کی باتیں سننے کے لیے اپنے کان کھول دیتا ہے، ان کی تیز زبانیں اس کے کانوں کو زخمی کر دیتی ہیں۔

اس شعر میں شاعر نے چغل خوروں کی زبانوں کو تیز دھار ہتھیاروں سے تشبیہ دی ہے۔ شعر کے اختتام پر حِدَادِ (تیز دھار) کا لفظ آیا ہے، جو زبانوں کی کاٹ، ان کی اذیت اور چغل خوری کے نقصان کو نمایاں کرتا ہے۔ یہ لفظ شعر کے مرکزی خیال کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے۔ مشہور شاعر متنبی کہتا ہے:

يَا مَنْ يَعِزُّ عَلَيْنَا أَنْ نُفَارِقَهُمْ　　وِجْدَانُنَا كُلَّ شَيْءٍ بَعْدَكُمْ عَدَمُ

مفہوم: اے وہ لوگو! جن سے جدائی ہمارے لیے نہایت دشوار ہے، آپ کے بعد ہمیں ہر چیز عدم اور بے حقیقت محسوس ہوتی ہے۔

اس شعر میں شاعر اپنے محبوبوں سے جدائی کے شدید احساس کو بیان کرتا ہے۔ شعر کے اختتام پر عَدَمُ کا لفظ آیا ہے، جو اس احساس کو واضح کرتا ہے کہ محبوبوں کی جدائی میں باقی تمام چیزیں بے وقعت اور گویا معدوم محسوس ہوتی ہیں۔

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ تمکین کا تعلق کلام کے اختتام کو اس کے مضمون کے ساتھ مربوط کرنے سے ہے۔ اس طرح تمکین وہ ادبی خوبی ہے جس میں اختتامی لفظ یا فقرہ اپنے مقام پر اس قدر موزوں ہوتا ہے کہ وہ کلام کے معنی، اس کے سیاق اور اس کے مجموعی تاثر کو مضبوط بناتا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

ائتلاف الفاظ: الفاظ کے باہمی تناسب اور ہم آہنگی کی ادبی صنعت

ائتلاف الفاظ کا مفہوم اور مراعاۃ النظیر سے فرق

علمِ بدیع میں ائتلافِ الفاظ سے مراد یہ ہے کہ کلام میں ایسے الفاظ کو یکجا کیا جائے جن کے درمیان باہمی مناسبت، قربِ معنی یا لفظی ہم آہنگی پائی جاتی ہو، اور ان الفاظ کو اس انداز سے ترتیب دیا جائے کہ کلام مربوط، منظم اور مؤثر بن جائے۔

صاحب أنوار الربیع نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ائتلافِ الفاظ کی ایسی تعریف اختیار کی جانی چاہیے جو اسے مراعاۃ النظیر سے الگ ایک مستقل ادبی صنعت قرار دے۔ ان کے نزدیک پہلی تعریف اور اس کی مثالیں اتنی وسیع ہیں کہ ان میں مراعاۃ النظیر بھی شامل ہو جاتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ائتلافِ الفاظ کی تعریف کو اس انداز میں متعین کیا جائے کہ اس کی مخصوص خصوصیت واضح ہو سکے۔(10)

یعنی ائتلافِ الفاظ میں بنیادی توجہ الفاظ کے باہمی تعلق، ان کی مناسبت اور ان کی ایسی ترتیب پر ہوتی ہے جو کلام کو مربوط بناتی ہے۔ مشہور شاعر متنبی کہتا ہے:

عَلَى سَابِحٍ مَوْجُ الْمَنَايَا بِنَحْرِهِ غَدَاةَ كَأَنَّ النَّبْلَ فِي صَدْرِهِ وَبْلُ

مفہوم: ایک ایسے تیز رفتار گھوڑے پر، جس کے سینے پر موت کی موجیں اٹھتی محسوس ہوتی ہیں، اس صبح اس کی چھاتی میں تیریوں دکھائی دیتے تھے جیسے موسلادھار بارش کے قطرے ہوں۔

اس شعر میں شاعر نے گھوڑے کی تیز رفتاری، جنگ کی شدت اور تیروں کی کثرت کو نہایت مربوط الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اس کی لفظی مناسبت کو درج ذیل نکات سے سمجھا جا سکتا ہے:

سابح اور موج: لفظ سابح کے معنی تیرنے والے کے ہیں، اور یہاں اس سے مراد تیز رفتار گھوڑا ہے۔ شاعر نے گھوڑے کے لیے تیرنے کا لفظ استعمال کیا تو اس کے ساتھ موج کا ذکر کیا، کیونکہ تیرنے اور موجوں کے درمیان فطری مناسبت پائی جاتی ہے۔ اس طرح گھوڑے کی تیز رفتار حرکت کو سمندر کی موجوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

النبل اور الوبل: النبل کے معنی تیروں کے ہیں، جبکہ الوبل سے مراد موسلادھار بارش ہے۔ شاعر نے گھوڑے کے سینے میں پیوست تیروں کو بارش کے قطروں سے تشبیہ دی ہے۔ اس مناسبت سے تیروں کی کثرت اور ان کے شدید اثر کا تصور سامنے آتا ہے۔

الوبل اور الموج: موسلادھار بارش اور سمندر کی موجوں کے درمیان بھی مناسبت ہے، کیونکہ دونوں میں کثرت، شدت اور حرکت کا تصور پایا جاتا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

اس طرح شاعر نے سابح، موج، نبل اور وبل جیسے الفاظ کو ایک مربوط سلسلے میں استعمال کیا ہے۔ ہر لفظ اپنے سے پہلے یا بعد آنے والے لفظ کے ساتھ معنوی تعلق رکھتا ہے۔ یہی باہمی مناسبت شعر کو مربوط اور مؤثر بناتی ہے۔

اس مثال کی اہمیت یہ ہے کہ شاعر نے الفاظ کو محض الگ الگ خوب صورت بنانے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ انہیں اس ترتیب سے جمع کیا ہے کہ پورا کلام ایک مربوط ساخت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی مناسبت کو انہوں نے الفاظ کے باہمی ائتلاف اور کلام کے مضبوط تانے بانے سے تعبیر کیا ہے۔[11]

اس صنعت میں الفاظ کا انتخاب اور ان کی ترتیب بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ متنبی کے شعر میں گھوڑے کی تیز رفتاری، موجوں اور تیروں کی کثرت کو باہم مربوط کیا گیا ہے لہٰذا ائتلافِ الفاظ وہ ادبی صنعت ہے جس میں الفاظ کو ان کی باہمی مناسبت اور معنوی قرب کے مطابق اس انداز سے ترتیب دیا جائے کہ کلام مربوط، ہم آہنگ اور مضبوط ساخت کا حامل بن جائے۔

ائتلافِ لفظ و معنی: کلام میں الفاظ اور مفہوم کی باہمی مناسبت

علم بدیع میں ائتلافِ لفظ و معنی سے مراد یہ ہے کہ کلام میں ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جو بیان کیے جانے والے مفہوم، اس کی نوعیت اور اس کے اسلوب کے عین مطابق ہوں۔ اس میں صرف الفاظ کی خوب صورتی یا باہمی ہم آہنگی مطلوب نہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ الفاظ کا انتخاب معنی کی نزاکت، وضاحت اور نوعیت کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

اس صنعت کو سمجھنے کے لیے دو پہلوؤں میں فرق کرنا ضروری ہے:

1. الفاظ کا انتخاب ان کے معروف یا غیر معروف ہونے کے اعتبار سے کیا جائے
2. الفاظ کا انتخاب خود معنی کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

عربی کے مشہور شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کا شعر ہے:

أَثَافِيَّ سُفْعًا فِي مُعَرَّسِ مِرْجَلِ وَنُؤْيًا كَجِذْمِ الْحَوْضِ لَمْ يَتَثَلَّمِ

سیاہی مائل پتھر، جن پر ہانڈی رکھی جاتی تھی، پڑاؤ کی جگہ میں موجود تھے، اور خیمے کے گرد کھودی گئی نالی حوض کی بنیاد کی طرح تھی، جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہوئی تھی۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
October 31, 2026

اس شعر میں أثافي سے مراد ہانڈی رکھنے کے پتھر، سفع سے مراد سیاہی مائل، مرجل سے مراد ہانڈی، نؤي سے مراد خیمے کے گرد پانی روکنے کے لیے کھودی گئی نالی، اور جذم الحوض سے مراد حوض کی بنیاد ہے۔

اس کے بعد شاعر کہتا ہے:

فَلَمَّا عَرَفْتُ الدَّارَ قُلْتُ لِرَبْعِهَا أَلَا أَنْعِمْ صَبَاحًا أَيُّهَا الرَّبْعُ وَاسْلَمِ

جب میں نے اس گھر کے آثار کو پہچان لیا تو اس کے ویران مقام سے کہا: اے گھر کے آثار! تمہاری صبح خوش گوار ہو، اور تم سلامت رہو۔

ان دونوں اشعار کے اسلوب میں فرق نمایاں ہے۔ پہلے شعر میں شاعر نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو عربی زبان میں معنی رکھتے ہیں، لیکن عام استعمال کے اعتبار سے نسبتاً غیر مانوس اور مخصوص ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے شعر میں، اگرچہ مضمون قدیم گھر کے آثار سے متعلق ہے، الفاظ زیادہ معروف، رواں اور مانوس ہیں۔ پہلے شعر میں نسبتاً غیر معروف معنی کے اظہار کے لیے ایسے الفاظ منتخب کیے گئے جو غرابت اور عام استعمال کے درمیان کا درجہ رکھتے ہیں، جبکہ دوسرے شعر میں نسبتاً واضح اور معروف مضمون کے لیے معروف اور مستعمل الفاظ لائے گئے ہیں۔ اس مثال سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ الفاظ کا انتخاب ان کی نوعیت، معروفیت اور کلام کے اسلوب کے مطابق ہونا چاہیے۔ غیر مانوس الفاظ کے ساتھ غیر مانوس اسلوب اور عام فہم مضمون کے ساتھ مانوس الفاظ کی مناسبت کلام کی ادبی ساخت کو بہتر بناتی ہے۔

ائتلافِ الفاظ اور ائتلافِ لفظ و معنی میں فرق

مصنف اس مقام پر ایک اہم فرق واضح کرتا ہے۔ الفاظ کی باہمی مناسبت، مثلاً غیر معروف الفاظ کا غیر معروف الفاظ کے ساتھ اور عام مستعمل الفاظ کا عام مستعمل الفاظ کے ساتھ موزوں ہونا، لفظی ائتلاف سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں توجہ الفاظ کی نوعیت اور ان کے باہمی میل پر ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ائتلافِ لفظ و معنی میں اصل توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ لفظ اپنے مفہوم اور سیاق کے لحاظ سے کس قدر موزوں ہے۔ اس کی مثال قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ [12]

اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جنھوں نے ظلم کیا، ورنہ تمھیں آگ آ پکڑے گی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظالموں کی طرف میلان اور ان پر اعتماد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں رَکَنُوا کا مفہوم محض ظالموں کے ساتھ موجود ہونے تک محدود نہیں، بلکہ ان کی طرف جھکنے، ان پر اعتماد کرنے اور ان کے ساتھ میلان رکھنے کو بھی شامل ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

اس آیت میں لفظ فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ کے انتخاب کی معنوی مناسبت واضح ہوتی ہے۔یعنی ظالموں کی طرف میلان اور ان کے ظلم میں براہِ راست شرکت، دونوں ایک ہی درجے کی صورتیں نہیں ہیں۔اسی مناسبت سے آیت میں آگ کے چھو جانے کا ذکر آیا ہے، نہ کہ یہاں صراحتاً جلانے یا آگ میں جھلسنے کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔لفظ مَسّ کا بنیادی مفہوم چھونا یا کسی چیز کا براہِ راست اثر محسوس کرنا ہے۔اسے بعض سیاقوں میں شدید عذاب یا مکمل گرفت کے مفہوم میں مجازاً بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن مصنف کی تشریح کے مطابق اس آیت میں اسے اپنے حقیقی معنی، یعنی آگ کے چھونے، پر محمول کرنا مناسب ہے۔

اس مثال میں ائتلافِ لفظ و معنی کی خوبی یہ ہے کہ ظالموں کی طرف میلان کے بیان کے بعد عذاب کے لیے ایسا لفظ منتخب کیا گیا ہے جو سیاق کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔اس سے کلام کی معنوی باریکی اور الفاظ کے انتخاب کی حکمت واضح ہوتی ہے۔(13)

فصیح کلام میں ائتلافِ لفظ و معنی کی اہمیت

مصنف کے مطابق ائتلافِ لفظ و معنی فصیح اور بلیغ کلام کی بنیاد ہے۔عربی کے بڑے شعراء کے کلام میں یہ خوبی نمایاں ہوتی ہے، کیونکہ وہ الفاظ کا انتخاب کرتے وقت معنی، موقع، اسلوب اور مخاطب کی کیفیت کا لحاظ رکھتے ہیں۔اس کے برعکس کم درجے کے شعراء بعض اوقات ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو اپنے مفہوم، موقع یا اسلوب کے ساتھ پوری مناسبت نہیں رکھتے۔نتیجتاً کلام میں وہ معنوی ہم آہنگی پیدا نہیں ہوتی جو اعلیٰ درجے کی بلاغت کا خاصہ ہے۔اس اصول کا مطلب یہ نہیں کہ مشکل یا غیر مانوس الفاظ ہمیشہ نامناسب ہوتے ہیں، بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ لفظ اپنے مقصد اور سیاق کے مطابق ہو۔جہاں دقیق اور غیر معمولی لفظ معنی کی ادائیگی کے لیے ضروری ہو، وہاں اس کا استعمال موزوں ہو سکتا ہے؛ اور جہاں سادہ، واضح اور مانوس لفظ زیادہ مناسب ہو، وہاں اسی کو ترجیح دینی چاہیے۔

ائتلافِ لفظ و معنی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ کلام کے الفاظ اس کے مفہوم، موقع اور اسلوب کے تقاضوں کے مطابق ہوں۔زہیر کے اشعار میں معروف اور غیر معروف الفاظ کے انتخاب کا فرق لفظی مناسبت کو واضح کرتا ہے، جبکہ سورۃ ہود کی آیت میں فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ کا استعمال معنوی مناسبت کی مثال پیش کرتا ہے۔

یوں لفظی ائتلاف میں الفاظ کے باہمی میل اور ان کی نوعیت پر توجہ دی جاتی ہے، جبکہ ائتلافِ لفظ و معنی میں لفظ اور اس کے مفہوم کے درمیان موزونیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔یہی موزونیت کلام کو فصیح، بلیغ اور مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
October 31, 2026

ائتلافِ لفظ مع الوزن: الفاظ اور شعری وزن میں ہم آہنگی

ائتلافِ لفظ مع الوزن کا مفہوم

علمِ بدیع میں ائتلافِ لفظ مع الوزن سے مراد یہ ہے کہ شاعر اپنے کلام میں الفاظ کو اس طرح استعمال کرے کہ وہ ایک طرف عربی زبان کے قواعد اور الفاظ کی اصل ساخت کے مطابق ہوں اور دوسری طرف شعر کے مقررہ وزن سے بھی ہم آہنگ رہیں۔ اس مقصد کے لیے الفاظ کی اصل ساخت کو غیر ضروری طور پر تبدیل نہ کرنا پڑے، نہ کسی لفظ میں اضافہ یا کمی کرنا پڑے، اور نہ الفاظ کی ترتیب کو وزن کی خاطر بدلنا ضروری ہو۔ شعر میں وزن کی خاطر ایسا معنی شامل نہیں ہونا چاہیے جس کی شعر کے اصل مقصد کو ضرورت نہ ہو، اور نہ ایسا ضروری معنی حذف کیا جائے جس کے بغیر مطلوبہ مفہوم مکمل نہ ہو سکے۔ (14)

اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اچھے شعر میں لفظ، معنی اور وزن تینوں کے تقاضے پورے ہونے چاہییں، اور شاعر کو وزن کی پابندی نبھانے کے لیے زبان یا معنی کے ساتھ غیر ضروری سمجھوتا نہیں کرنا چاہیے۔

ائتلافِ لفظ مع الوزن کے اہم عیوب

قدامہ بن جعفر نے اس صنعت کے ضمن میں پانچ عیوب بیان کیے ہیں: حشو، تثلیم، تذنیب، تغییر اور تفصیل۔ یہ عیوب اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب شاعر وزن برقرار رکھنے کے لیے الفاظ میں غیر ضروری اضافہ، حذف، تبدیلی یا جدائی پیدا کرتا ہے۔
مصری، ابن مالک، حموی، سیوطی اور مدنی جیسے بعد کے علماء نے ائتلافِ لفظ مع الوزن کی بحث میں بنیادی طور پر قدامہ بن جعفر کے بیان کردہ اصولوں کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے اس موضوع کے ضمن میں وہی مثالیں پیش کی ہیں جن میں شعر کے وزن کی خاطر الفاظ کی اصل ساخت یا ترتیب میں تصرف کیا گیا ہے۔ (15)

اس طرزِ بحث کی ممکنہ وجہ یہ ہے کہ ایسا شعر جس میں زبان کے قواعد اور وزن، دونوں کی پابندی برقرار رہے، اس صنعت کے بنیادی تصور میں داخل ہو سکتا ہے؛ لیکن اس کی نمایاں مثالیں ان اشعار میں ملتی ہیں جہاں شاعر وزن کی خاطر کسی لفظ میں تبدیلی یا اضافے اور کمی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، یا جہاں اس کے برعکس ایسی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جو عیب شمار ہوتی ہے۔

الائتلاف مع الاختلاف —— اختلاف کے ساتھ مناسبت

الائتلاف مع الاختلاف علمِ بدیع کی ایک اصطلاح ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ کلام میں باہم مختلف بلکہ متضاد معانی یا الفاظ کو اس انداز سے جمع کیا جائے کہ ان کا اختلاف بھی کلام کی خوبی اور تاثیر کا سبب بن جائے۔ ابن مالک نے اسے صنعتِ ائتلاف کی ساتویں قسم اور علوی نے چوتھی قسم شمار کیا ہے۔ [16]

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

مصنف کے بیان کے مطابق اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: مختلف معانی کا الگ الگ رہنا

اس صورت میں موافق اور مختلف معانی ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں، یعنی دونوں کے درمیان تضاد تو ہوتا ہے، لیکن انہیں ایک دوسرے میں مدغم نہیں کیا جاتا۔ شاعر کہتا ہے:

أَبَى الْقَلْبُ أَنْ يَأْتِيَ السُّدَيْرَ وَأَهْلَهُ   وَإِنْ قِيلَ عَيْشٌ بِالسُّدَيْرِ غَرِيرُ
بِكَ الْبَقُّ وَالْحُمَّى وَأُسْدٌ تُحِفُّهُ   وَعَمْرُو بْنُ هِنْدٍ يَعْتَدِي وَيَجُورُ

ان اشعار میں شاعر مقامِ سدیر اور وہاں کے لوگوں کے ذکر کے ساتھ وہاں کی ناگوار صورتِ حال بیان کرتا ہے۔ مچھر، بخار، درندوں کا گھیراؤ اور عمرو بن ہند کا ظلم وزیادتی، اس کے وہاں جانے سے انکار کی وجوہ ہیں۔ یہاں مختلف عناصر ایک ہی مضمون میں جمع ہیں، لیکن ہر عنصر اپنی الگ حیثیت رکھتا ہے۔

دوسری صورت : مختلف معانی کا ایک دوسرے میں مدغم ہونا

اس صورت میں متضاد معانی اس طرح ساتھ لائے جاتے ہیں کہ ہر معنی اپنے ضد کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ عباس بن احناف نے ایک قوم کی ہجو کرتے ہوئے کہا:

وِصَالُكُمْ هَجْرٌ وَحُبُّكُمْ قِلًى   وَعَطْفُكُمْ صَدٌّ وَسِلْمُكُمْ حَرْبُ

تمہارا ملنا بھی جدائی ہے، تمہاری محبت بھی نفرت ہے؛ تمہاری مہربانی بھی بے رخی ہے اور تمہارا امن بھی جنگ ہے۔

یہاں شاعر نے متضاد معانی کو نہایت بلیغ انداز میں یکجا کیا ہے:

- وصال اور ہجر: ملنا اور جدائی
- حب اور قلیٰ: محبت اور نفرت
- عطف اور صدّ: مہربانی اور بے رخی
- سلم اور حرب: امن اور جنگ

شاعر کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اس قوم کا رویہ بظاہر محبت، قربت اور امن کا ہے، لیکن حقیقت میں اس کے نتائج جدائی، نفرت، بے رخی اور جنگ جیسے ہیں۔ اس طرح ہر لفظ اپنے متضاد لفظ کے ساتھ مل کر معنی میں ایک خاص تاثیر پیدا کرتا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
October 31, 2026

اس صنعت کے بارے میں بلاغی علماء کی آراء

مصنف کے مطابق حموی نے اس صنعت کو مستقل عنوان کے طور پر بیان نہیں کیا، بلکہ انہوں نے ائتلاف کی دوسری اقسام پر گفتگو کی، مثلاً:

- ائتلاف اللفظ مع المعنی
- ائتلاف اللفظ مع الوزن
- ائتلاف المعنی مع الوزن
- ائتلاف اللفظ مع اللفظ

مدنی نے ان چار اقسام کے علاوہ ائتلاف المعنی مع المعنی کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس بنا پر مصنف کے نزدیک ابن مالک اور علوی ان علماء میں منفرد ہیں جنہوں نے الائتلاف مع الاختلاف کو مستقل قسم کے طور پر ذکر کیا۔

اختلاف المصاریع وعدم مراعاۃ المناسبۃ بینھا

اس عبارت میں مصنف شعر کے دونوں مصرعوں کے درمیان مناسبت اور باہمی ربط کے مسئلے پر گفتگو کر رہا ہے۔ اس کا تعلق علمِ بدیع کی ان صنعتوں سے ہے جن میں کلام کے اجزاء کے درمیان معنوی مناسبت کو اہمیت دی جاتی ہے۔

مصنف کے مطابق بعض اوقات تشبیہ یا کلام کا کوئی حصہ ایسا ہوتا ہے جو اپنے مطلوبہ مقصد کے لیے موزوں نہیں ہوتا۔ اسی طرح قدیم عرب شعراء کے کلام میں بھی ایسے اشعار ملتے ہیں جن کے دونوں مصرعے الگ الگ معنی کے اعتبار سے درست اور مکمل ہوتے ہیں، لیکن ایک دوسرے کے ساتھ معنوی مناسبت نہیں رکھتے۔

طَرَفَۃ بن العبد کہتا ہے:

وَلَسْتُ بِحَلَّالِ التِّلَاعِ مَخَافَةً وَلَكِنْ مَتَى يَسْتَرْفِدِ النَّاسَ أَرْفِدِ

میں خوف کی وجہ سے وادیوں اور نشیبی مقامات میں پڑاؤ ڈالنے والا نہیں ہوں، بلکہ جب بھی لوگ مجھ سے مدد طلب کرتے ہیں، میں ان کی مدد کرتا ہوں۔

اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے مصرعے کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ نہیں۔ پہلے مصرعے میں شاعر کے کسی مقام پر پڑاؤ ڈالنے یا نہ ڈالنے کا ذکر ہے، جب کہ دوسرے مصرعے میں لوگوں کی مدد کرنے اور سخاوت کا بیان ہے۔

دوسرا مصرع اپنے مفہوم کے اعتبار سے اچھا ہے، لیکن دونوں مصرعوں کے درمیان ایسا واضح معنوی ربط موجود نہیں جو انہیں ایک مربوط شعری اکائی بنا دے۔ یہاں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ کسی شعر کے دونوں مصرعوں کا الگ الگ درست اور بامعنی ہونا کافی نہیں؛ ان کے درمیان مناسبت اور ربط بھی شعری خوبی کا حصہ ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

قرآنِ کریم میں معنوی مناسبت کی ایک لطیف مثال

قَالَ تَعَالَى: إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ (17)

بے شک تمہارے لیے یہ ہے کہ تم اس میں نہ بھوکے رہوگے اور نہ ننگے، اور یہ کہ تم اس میں نہ پیاسے ہوگے اور نہ دھوپ میں تپوگے۔

یہ آیات جنت میں آدم علیہ السلام کے لیے بیان کردہ نعمتوں کا ذکر کرتی ہیں۔ مصنف ان میں الفاظ اور معانی کی ترتیب کے اندر ایک لطیف مناسبت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

نعمتوں کی ترتیب میں حکمت

آیات میں چار نعمتوں کا ذکر ہے: بھوک سے حفاظت: أَلَّا تَجُوعَ، لباس اور ستر کی فراہمی: وَلَا تَعْرَىٰ، پیاس سے حفاظت: لَا تَظْمَأُ، دھوپ اور گرمی سے حفاظت: وَلَا تَضْحَىٰ

یہاں بھوک کے ساتھ پیاس اور لباس کے ساتھ دھوپ سے بچاؤ کی مناسبت قائم کرنے کے بجائے ایک دوسری ترتیب اختیار کی گئی ہے:

- بھوک اور لباس: یہ بنیادی ضروریات ہیں جن کے بغیر زندگی کی بقا اور انسانی راحت ممکن نہیں۔
- پیاس اور دھوپ سے حفاظت: یہ ان بنیادی نعمتوں کے فوائد کو مکمل کرنے والی اور زندگی کو مزید آرام دہ بنانے والی نعمتیں ہیں۔

اس ترتیب میں پہلے بنیادی نعمتوں کا ذکر ہے، پھر ان کی تکمیل اور آسائش سے متعلق نعمتوں کا۔ یوں نعمتوں کا بیان زیادہ جامع اور احسان جتانے کے اعتبار سے زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔ یعنی تقدیم أصول النعم وإرداف التوابع کا مطلب یہی ہے کہ پہلے بنیادی نعمتیں بیان کی جائیں اور پھر ان کے تابع اور تکمیلی فوائد ذکر کیے جائیں۔ اس ترتیب سے نعمتوں کے احاطے اور تکمیل کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

ائتلاف المعنی مع الوزن

ائتلاف المعنی مع الوزن علمِ بدیع کی ایک صنعت ہے، جس میں اس بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ شعر کا وزن برقرار رکھنے کے لیے معنی میں نہ کوئی کمی کی جائے اور نہ ایسی زیادتی یا تبدیلی کی جائے جو شاعر کے مقصود کو متاثر کرے۔ اسی طرح شاعر محض وزن درست کرنے کی خاطر اپنے اصل موضوع اور مقصد سے بھی منحرف نہ ہو۔

قدامہ بن جعفر کہتے ہیں: هو أن تكون المعاني تامة مستوفاة لم يضطر الوزن إلى نقصها عن الواجب ولا إلى الزيادة فيها عليه، وأن تكون المعاني أيضا مواجهة للغرض لم تمتنع من ذلك، ولم تعدل عنه من أجل إقامة الوزن والطلب لصحته۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

اس سے مراد یہ ہے کہ معانی مکمل اور پوری طرح ادا کیے گئے ہوں؛ وزن کی ضرورت شاعر کو اس بات پر مجبور نہ کرے کہ وہ معنی میں مطلوبہ مقدار سے کمی کرے یا اس سے زیادہ اضافہ کرے۔ اسی طرح معانی اپنے اصل مقصد کے مطابق ہوں، اس مقصد کو چھوڑ نہ دیں اور نہ وزن کو درست رکھنے کی خاطر اس سے انحراف کریں۔(18)

اس تعریف سے دو بنیادی اصول سامنے آتے ہیں:

اول: معنی کی تکمیل: شاعر وزن پورا کرنے کے لیے معنی کو ادھورا نہ چھوڑے اور نہ غیر ضروری الفاظ بڑھائے۔

دوم: مقصد کی حفاظت : شعر کا مضمون وہی رہے جو شاعر بیان کرنا چاہتا ہے؛ وزن کی خاطر الفاظ کی ترتیب یا تعبیر ایسی نہ بدلی جائے کہ معنی الٹ جائے یا شعر کا مفہوم نامکمل رہ جائے۔

قدامہ نے اس صنعت کے دو عیوب بیان کیے ہیں: المقلوب اور المبتور۔

المقلوب: معنی کو الٹ دینا

اس عیب کی مثال عروہ بن الورد کا یہ شعر ہے:

فَلَوْ أَنِّي شَهِدْتُ أَبَا سُعَادٍ غَدَاةَ غَدَا بِمُهْجَتِهِ يَفُوقُ
فَدَيْتُ بِنَفْسِهِ نَفْسِي وَمَالِي وَمَا آلُوكَ إِلَّا مَا أُطِيقُ

اہم لفظ: يَفُوقُ سے مراد موت کے قریب پہنچ جانا یا جان کا نکلنے کے قریب ہونا ہے۔

شاعر دوسرے شعر میں یہ کہنا چاہتا تھا: فَدَيْتُ نَفْسَهُ بِنَفْسِي یعنی: میں اپنی جان کے بدلے اس کی جان قربان کر دیتا۔

لیکن شعر میں لفظی ترتیب کے اعتبار سے مفہوم یہ بن گیا کہ میں نے اپنی جان کو اس کی جان کے بدلے قربان کیا۔ یوں شاعر کے مطلوبہ مفہوم اور ادا کیے گئے مفہوم میں الٹ پھیر پیدا ہو گئی۔ قدامہ کے نزدیک وزن کی پابندی کے نتیجے میں معنی کا اس طرح الٹ جانا المقلوب کہلاتا ہے۔ اس مثال کا بنیادی سبق یہ ہے کہ شعر کا وزن درست ہونے کے باوجود اگر الفاظ کی ترتیب مطلوبہ معنی کو بدل دے تو اسے بلاغی عیب سمجھا جائے گا۔

المبتور: معنی کو نامکمل چھوڑ دینا

اس عیب کی مثال بھی عروہ بن الورد کا شعر ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

فَلَوْ كَالْيَوْمِ كَانَ عَلَيَّ أَمْرِي وَمَنْ لَكَ بِالتَّدَبُّرِ فِي الْأُمُورِ

اگر آج جیسی صورتِ حال میں میرا معاملہ ہوتا، تو معاملات میں غور و فکر کرنے والا تمہیں کہاں ملتا؟

قدامہ کے مطابق یہ شعر معنی کے اعتبار سے اپنے طور پر مکمل نہیں، بلکہ اس کا مفہوم اگلے شعر سے مل کر پورا ہوتا ہے۔ شاعر آگے کہتا ہے:

إِذَنْ لَمَلَكْتُ عِصْمَةَ أُمِّ وَهْبٍ عَلَى مَا كَانَ مِنْ حَسَكِ الصُّدُورِ

اہم لفظ: حَسَک الصدور سے مراد دلوں میں موجود عداوت، بغض اور کینہ ہے۔

یعنی شاعر اپنے معاملے کی ایک ایسی صورت کا تصور کرتا ہے جس میں وہ امّ وہب سے نکاح کا تعلق قائم کر سکتا تھا، باوجود اس کے کہ دلوں میں عداوت موجود تھی۔ پہلے شعر کا مفہوم دوسرے شعر کے ساتھ مل کر واضح ہوتا ہے۔ پہلے شعر کا معنی میں نامکمل ہونا اور اس کا مفہوم دوسرے شعر پر موقوف رہنا المبتور کی مثال ہے۔ یہاں یہ فرق ملحوظ رہنا چاہیے کہ شعر کا دوسرے شعر سے معنوی تعلق ہونا بذاتِ خود عیب نہیں؛ قدامہ کی تنقید اس مخصوص مثال میں پہلے شعر کے اپنے مفہوم کے نامکمل رہنے پر ہے۔

قدامہ بن جعفر کے بعد متعدد بلاغی علماء نے بھی اس صنعت کا ذکر کیا ہے، جن میں مصری، ابن مالک، حموی، سیوطی اور مدنی شامل ہیں[19]

ائتلاف الوزن مع المعنی

اس صنعت سے مراد یہ ہے کہ شعر کا وزن اس کے معنی، مضمون اور مقصد کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو۔ یعنی شاعر صرف الفاظ کو کسی بحر میں باندھنے پر اکتفا نہ کرے، بلکہ ایسی بحر اور وزن اختیار کرے جو اس کے بیان کردہ مضمون کے مزاج اور کیفیت سے ہم آہنگ ہو۔

اس موضوع میں دو پہلوؤں کا فرق سمجھنا ضروری ہے: ایک یہ کہ وزن کی پابندی سے معنی خراب نہ ہوں، اور دوسرا یہ کہ خود شعری وزن مضمون کے جذبات اور مقاصد کے لیے موزوں ہو۔[20]

مدنی نے اس صنعت کو ائتلاف المعنی مع الوزن بھی کہا ہے اور اس کی تعریف یوں کی ہے: ھذا النوع عبارۃ عن أن یکون البیت صحیح المعنی مستقیم الوزن، لا یضطر الشاعر فیہ لإقامۃ الوزن إلی إخراج المعنی عن وجہ الصحۃ أو تقدیم أو تأخیر أو حذف۔

اس صنعت سے مراد یہ ہے کہ شعر کا معنی درست اور اس کا وزن صحیح ہو۔ شاعر وزن قائم رکھنے کے لیے معنی کو صحت کے دائرے سے باہر نہ لے جائے، نہ الفاظ کو آگے پیچھے کرنے اور نہ کسی لفظ کو حذف کرنے پر مجبور ہو۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

یہ تعریف بنیادی طور پر اس بات پر زور دیتی ہے کہ وزن کی درستی کے لیے معنی میں خلل پیدا نہیں ہونا چاہیے۔اسی لیے مدنی نے اس کی مثالیں بھی اسی صنعت کی بیان کی ہیں جس پر سابقہ بحث گزر چکی ہے۔تاہم حازم قرطاجنی نے وزن اور معنی کے تعلق پر اس سے آگے بڑھ کر گفتگو کی ہے۔ان کے نزدیک ہر وزن کا اپنا ایک صوتی مزاج ہوتا ہے،جو بعض شعری مضامین کے لیے زیادہ موزوں اور بعض کے لیے کم موزوں ہوتا ہے۔

حازم قرطاجنی اپنی کتاب منہاج البلغاء میں بیان کرتے ہیں کہ شعری بحور کو ان کے مزاج اور ان کے مناسب مضامین کے اعتبار سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ان کے نزدیک بعض اوزان میں فخامت،وقار اور قوت پائی جاتی ہے،اس لیے وہ فخر اور عظمت کے اظہار کے لیے موزوں ہیں؛جب کہ بعض اوزان میں نرمی اور لطافت ہوتی ہے،جو غم،حزن اور نرم جذبات کے اظہار کے لیے مناسب ہے۔اس تصور کے مطابق شاعر کو صرف یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ اس کا کلام کسی بحر میں درست بیٹھتا ہے یا نہیں،بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس بحر کی صوتی کیفیت اس کے مضمون سے مناسبت رکھتی ہے یا نہیں۔

حازم کی تقسیم:اوزان کی صوتی کیفیات

حازم نے شعری اوزان کی کیفیات کو حرکات و سکنات کی ترتیب اور ان کے سماعت پر اثرات کے حوالے سے بیان کیا ہے۔عبارت میں درج ذیل اصطلاحات آتی ہیں:

- السَّبْط:ایسی کیفیت جس میں تین متحرک حروف مسلسل آئیں۔
- الجَعْد:ایسی کیفیت جس میں دو یا تین اجزاء میں چار ساکن حروف اس ترتیب سے آئیں کہ ان کے درمیان صرف ایک متحرک حرف ہو۔
- المتندِّة:ایسی کیفیت جس میں دو اجزاء کے اندر تین ساکن حروف یا ایک جز میں دو ساکن حروف جمع ہوں۔
- القویۃ:وہ کیفیت جس میں اجزاء کے آخر میں وتد یا دو سببوں پر وقف ہو۔
- الضعیفۃ:وہ کیفیت جس میں جز کے آخر میں ایک سبب پر وقف ہو اور اس کے دونوں طرف تبدیلی کی گنجائش ہو۔

یہ تقسیم عروضی اصطلاحات اور وزن کی ساخت سے متعلق ہے۔اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ حرکات و سکنات کی مختلف ترتیبیں سماعت پر مختلف اثرات پیدا کرتی ہیں۔حازم کے مطابق کسی وزن میں سنجیدگی اور ٹھہراؤ محسوس ہوتا ہے،کسی میں روانی اور آسانی،جب کہ کسی میں سختی،دشواری یا بے قراری کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔یہی صوتی خصوصیات اسے کسی خاص مضمون کے لیے موزوں یا ناموزوں بنا سکتی ہیں۔(21)

حازم قرطاجنی نے مختلف شعری بحور کے صوتی مزاج کے بارے میں اپنی آرا بھی بیان کی ہیں۔ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

بحر طویل اور بحر بسیط:ان کے نزدیک بلند درجے کے بحور میں شمار ہوتے ہیں۔ان میں وقار اور وسعت کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

بحر وافر اور بحر کامل: طویل اور بسیط کے بعد ان کا ذکر کرتے ہیں۔ حازم کے مطابق بحر کامل میں شاعر کو اظہارِ خیال کے لیے نسبتاً زیادہ گنجائش ملتی ہے۔

بحر خفیف: ان بحور کے بعد اس کا ذکر آتا ہے۔

بحر مدید اور بحر رمل: حازم ان میں نرمی اور ضعف کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔

بحر منسرح: اس میں اضطراب اور عدم استقرار کا تاثر بتاتے ہیں۔

بحر سریع اور بحر رجز: ان کے نزدیک ان میں ایک طرح کی سختی اور خشونت پائی جاتی ہے۔

بحر متقارب: اجزاء کی تکرار کی وجہ سے وہ اس میں سادگی کا تاثر محسوس کرتے ہیں، اگرچہ ان کے مطابق اس میں کلام کا بہاؤ اچھا ہو سکتا ہے۔

بحر ہزج: اس میں سادگی اور تیزی یا حدّت کا تاثر بیان کرتے ہیں۔

بحر مجتث اور بحر مقتضب: ان میں مٹھاس کم، جب کہ کسی قدر تیزی اور بے قراری پائی جاتی ہے۔

بحر مضارع: حازم اس کے بارے میں نسبتاً سخت منفی رائے ظاہر کرتے ہیں۔

یہ تمام اوصاف حازم قرطاجنی کی تنقیدی آرا ہیں؛ انہیں عروض کے تمام ماہرین کا متفقہ فیصلہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ ان سے اصل مقصد یہ سمجھنا ہے کہ حازم وزن کو محض ایک فنی سانچا نہیں، بلکہ معنی اور جذبات کی ادائیگی میں مؤثر عنصر سمجھتے ہیں۔

ان کا بنیادی اصول یہ ہے: ينبغي أن يصاغ الشعر في الوزن الذي يلائم معناه[22]

یعنی شعر کو ایسے وزن میں ڈھالنا چاہیے جو اس کے معنی سے مناسبت رکھتا ہو۔

الھوامش:

[1] یحیی بن حمزة بن علي بن إبراهيم العلوي اليمني، المعروف بالمؤيد بالله، الطراز المتضمن لأسرار البلاغة وعلوم حقائق الإعجاز، ج3، ص144

[2] ابن منظور، محمد بن مكرم بن علي، لسان العرب، مادہ: «ألف»، طبع سوم، بيروت: دار صادر، 1414ھ

[3] قدامة بن جعفر، أبو الفرج، نقد الشعر، تحقیق: كمال مصطفى، طبع سوم، القاهرة: مكتبة الخانجي، 1979ء، ص15

[4] ابن الناظم، بدر الدين محمد بن محمد بن عبد الله بن مالك، المصباح في المعاني والبيان والبديع، تحقیق: حسني عبد الجليل يوسف، طبع اول، القاهرة: مكتبة الآداب، 1409ھ/1989ء، ص 144، السبكي، تقي الدين علي بن عبد الكافي، عروس الأفراح في شرح تلخيص المفتاح، تحقیق: خليل إبراهيم خليل، بيروت: دار الكتب العلمية، 2017ء، ج4، ص472

[5] ابن حجة الحموي، تقي الدين أبو بكر بن علي بن عبد الله، خزانة الأدب وغاية الأرب، تحقیق: عصام شقيو، بيروت: دار ومكتبة الهلال ودار البحار، 2004ء، ص131

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 10 | October 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: October 31, 2026

[6] ابن معصوم المدني، علي صدر الدين، أنوار الربيع في أنواع البديع، تحقيق: شاكر هادي شكر، طبع اول، النجف: مطبعة النعمان، 1388ھ/1968ء، ج3، ص119

[7] ابن أبي الإصبع المصري، عبد العظيم بن الواحد بن ظافر، بديع القرآن، تحقيق: حفني محمد شرف، القاهرة: نهضة مصر للنشر، ص89، ابن أبي الإصبع المصري، عبد العظيم بن الواحد بن ظافر، تحرير التحبير في صناعة الشعر والنثر وبيان إعجاز القرآن، تحقيق: حفني محمد شرف، القاهرة: المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية، 1383ھ/1963ء، ص224

[8] سورة ہود، آیت 87

[9] ابن الأثير الحلبي، نجم الدين أحمد بن إسماعيل بن أحمد بن سعيد، جوهر الكنز: تلخيص كنز البراعة في أدوات ذوي اليراعة، تحقيق: محمد زغلول سلام، الإسكندرية: منشأة المعارف، 1983ء، ص200، السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، معترك الأقران في إعجاز القرآن، تحقيق: أحمد شمس الدين، طبع اول، بيروت: دار الكتب العلمية، 1408ھ/1988ء، ج1، ص39؛ السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، شرح عقود الجمان في علم المعاني والبيان، القاهرة: مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، 1358ھ/1939ء، ص155

[10] أنوار الربيع، ج6، ص235–234

[11] الحلّي، صفي الدين عبد العزيز بن سرايا بن علي السنبسي، شرح الكافية البديعية في علوم البلاغة ومحاسن البديع، تحقيق: نسيب عبد الحميد نشاوي، طبع دوم، دمشق: مجمع اللغة العربية، 1412ھ/1992ء، ص226

[12] ہود 113

[13] ابن أبي الإصبع المصري، عبد العظيم بن الواحد بن ظافر، تحرير التحبير في صناعة الشعر والنثر وبيان إعجاز القرآن، تقديم وتحقيق: حفني محمد شرف، القاهرة: المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية، 1383ھ/1963ء، ص196؛ ابن أبي الإصبع المصري، عبد العظيم بن الواحد بن ظافر، بديع القرآن، تقديم وتحقيق: حفني محمد شرف، القاهرة: مكتبة نهضة مصر، 1957ء، ص78

[14] قدامة بن جعفر بن قدامة بن زياد البغدادي، أبو الفرج) متوفى 337ھ(، نقد الشعر، تحقيق: كمال مصطفى، طبع سوم، قاہرہ: مكتبة الخانجي، 1979ء، ص190

[15] ابن أبي الإصبع المصري، عبد العظيم بن الواحد، تحرير التحبير في صناعة الشعر والنثر وبيان إعجاز القرآن، تحقيق: حفني محمد شرف، قاہرہ: المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية، 1383ھ/1963ء، ص221، ابن الناظم، بدر الدين محمد بن محمد بن عبد الله بن مالک، المصباح في المعاني والبيان والبديع، تحقيق: حسني عبد الجليل يوسف، طبع اول، قاہرہ: مكتبة الآداب، 1409ھ/1989ء، ص116، ابن حجة الحموي، تقي الدين أبو بكر بن علي بن عبد الله، خزانة الأدب وغاية الأرب، تحقيق: عصام شقيو، بيروت: دار ومكتبة الهلال ودار البحار، 2004ء، ص237

[16] ابن الناظم، بدر الدين محمد بن محمد بن عبد الله بن مالک، المصباح في المعاني والبيان والبديع، تحقيق: حسني عبد الجليل يوسف، طبع اول، قاہرہ: مكتبة الآداب، 1409ھ/1989ء، ص118

[17] سورۃ طٰہٰ 119، 118

[18] أبو عبيد الله محمد بن عمران بن موسى المرزباني، الموشح في مآخذ العلماء على الشعراء، ص128

[19] ابن معصوم المدني، علي بن أحمد بن محمد معصوم، أنوار الربيع في أنواع البديع، تحقيق: شاكر هادي شكر، نجف: مطبعة النعمان، 1388ھ/1968ء، ج6، ص227، السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، شرح عقود الجمان في علم المعاني والبيان، قاہرہ: مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، 1358ھ/1939ء، ص155، ابن أبي الإصبع المصري، عبد العظيم بن الواحد، تحرير التحبير في صناعة الشعر والنثر وبيان إعجاز القرآن، تحقيق: حفني محمد شرف، قاہرہ: المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية، 1383ھ/1963ء، ص223

[20] ابن معصوم المدني، علي بن أحمد بن محمد معصوم الحسني الحسيني، أنوار الربيع في أنواع البديع، تحقيق: شاكر هادي شكر، طبع اول، النجف: مطبعة النعمان، 1388ھ/1968ء، ج6، ص227

[21] القرطاجني، حازم بن محمد، منهاج البلغاء وسراج الأدباء، تحقيق: محمد الحبيب ابن الخوجة، بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1981ء، ص260

[22] القرطاجني، أبو الحسن حازم بن محمد، منهاج البلغاء وسراج الأدباء، تحقيق: محمد الحبيب ابن الخوجة، بيروت: دار الغرب الإسلامي، طبع سوم، 1986ء، ص227

OPEN ACCESS

CC BY